دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور
اور برطانیہ میں اس پر عمل درآمد کا مسئلہ

محمد امداد حسین پیرزادہ
بانی و پرنسپل جامعہ الکرم

مسلمانوں کے نبی حضرت محمد ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو وہاں اسلام تیزی سے پھیلنے لگا۔ اس وقت مدینہ میں اگر چہ بت پرست اور عیسائی بھی تھے مگر وہ یہود کے زیر اثر تھے۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں امن اور اتحاد قائم رکھنے کے لئے یہود اور مسلمانوں کے درمیان ایک عہد نامہ لکھا جس کو دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور کہا جا سکتا ہے۔ اس دستور کو تفصیل کے ساتھ تاریخ کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ میں سیرت ابن ہشام اور البدایہ والنہایہ سے اس دستور کی صرف پانچ دفعات بیان کرتا ہوں۔

۱۔ یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم شمار ہوں گے۔
۲۔ یہودیوں کے لئے ان کا دین ہے اور مسلمانوں کے لئے ان کا دین ہے، وہ اپنے اپنے دین پر عمل کرنے میں آزاد ہوں گے۔
۳۔ اس معاہدہ میں شریک ہونے والوں پر مدینہ کے اندر کسی قسم کا فتنہ وفساد پیدا کرنا حرام ہے۔ اگر کوئی شخص اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرے گا تو سب مل کر اس کو سزا دیں گے اگر چہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔
۴۔ باہر سے اگر کوئی شخص مدینہ پر حملہ کرے یا شرکائے معاہدہ میں سے کسی ایک گروہ کے ساتھ جنگ کرے تو مسلمان اور غیر مسلم سب مل کر اس حملہ آور کا مقابلہ کریں گے۔
۵۔ پڑوسی (کی حفاظت) اپنی ذات کی طرح ہوگی، اس کے ساتھ کوئی برائی یا زیادتی نہ کی جائے۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے 1437 سال پہلے قومی وحدت، مذہبی آزادی، قانون شکن کی سرکوبی اور پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کو ریاست مدینہ کے دستور کا حصہ بنایا۔ آج برطانیہ سمیت دنیا کے ہر مہذب اور ترقی یافتہ ملک کے دستور میں ان دفعات کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور جو ممالک ان دفعات کو جتنا زیادہ بروئے کار لاتے ہیں وہاں اتنا زیادہ امن اور سکون ہوتا ہے۔

ساتویں صدی عیسوی میں پیغمبر اسلام ﷺ نے جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو اپنا نیا وطن بنایا تو اہل مدینہ نے بڑی خوشی اور فراخدلی سے مسلمانوں کو خوش آمدید کہا اور ان کو آباد کرنے میں ہر ممکن سہولت فراہم کی، مہاجر مسلمان بھی اہل مدینہ پر بوجھ نہیں بنے بلکہ مدینہ کی ترقی میں ہر ممکن کوشش کی۔ اسی طرح بیسویں صدی عیسوی میں مسلمانوں نے جب مختلف ممالک سے ہجرت کر کے برطانیہ کو اپنا نیا وطن بنایا تو اہل برطانیہ نے بھی بڑی خوشی اور فراخدلی سے مسلمانوں کو خوش آمدید کہا اور ان کو آباد کرنے میں ہر ممکن سہولت فراہم کی، مہاجر مسلمان بھی اہل برطانیہ پر بوجھ نہیں بنے بلکہ برطانیہ کی ترقی میں ہر ممکن کوشش کی، مگر پچھلی دو دہائیوں سے برطانیہ میں مسلمانوں اور دیگر لوگوں کے درمیان باہمی اعتماد اور احترام کی فضا مسلسل زوال پذیر ہے جو ہماری آنے والی نسلوں کے لئے مشکلات پیدا کر سکتی ہے، لہٰذا ضرورت ہے کہ ہم دستور مدینہ کی مذکورہ دفعات کو دوبارہ غور سے پڑھیں اور ان کی رہنمائی میں اصلاح احوال کی کوشش کریں۔

قومی وحدت

ہر ملک کے اندر مختلف رنگ، نسل، قوم اور مذہب کے لوگ رہتے ہیں جو اپنے اپنے نظریہ اور عقیدہ کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں مگر جب ملک کی حفاظت اور سلامتی کا موقع آتا ہے تو سب لوگ ایک قوم اور ایک سیاسی وحدت کی طرح اکٹھے ہو جاتے ہیں اور ملک کے تحفظ کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے مدینہ اور اہل مدینہ کے تحفظ کے لئے مختلف رنگ، نسل، مذہب اور قبائل کو ایک قوم قرار دیا ہے۔ اسی طرح برطانیہ اب ہمارا نیا وطن اور ہماری نسلوں کا پیدائشی وطن ہے، لہٰذ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی سلامتی کے لئے ایک قوم اور ایک سیاسی وحدت کی طرح اکٹھے ہوں اور اس کی ترقی کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔ نیز جس طرح ہر انسان اپنی اولاد کے بہتر مستقبل کے لئے پوری کوشش کرتا ہے اسی طرح ہمیں برطانیہ کے بہتر مستقبل کے لئے بھی پوری کوشش کرنی چاہیے کیونکہ ہماری اولاد کا مستقبل برطانیہ کے ساتھ منسلک ہے، اگر برطانیہ کا مستقبل بہتر نہ ہوا تو ہماری اولاد کا مستقبل بھی بہتر نہیں ہوگا۔

برطانیہ کے ساتھ ہمارا وہی تعلق ہے جو کسی بھی انگریز کا ہو سکتا ہے اور ہمیں برٹش ہونے پر فخر ہے، ہمیں یہاں پر نماز پڑھنے اور مساجد بنانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ برٹش حکومت نے ہمیں جن سہولیات سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا ہے ہم اپنے ملک میں ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر رات کے دو بجے خدانخواستہ اگر کوئی ڈاکو ہم پر حملہ کر دے، یا ہمارے گھر میں آگ لگ جائے یا ہم شدید بیمار ہو جائیں تو 999 پر کال کرنے کے بعد چند منٹوں میں پولیس، فائر بریگیڈ، ایمبولینس یا ڈاکٹر ہمارے دروازے پر موجود ہوتے ہیں اور ہماری ہر ممکن مدد کی کوشش کرتے ہیں۔ عزت مآب ملکہ اور برٹش حکومت کی ان خوبیوں کا اعتراف کرنا ہم سب کا اخلاقی فرض ہے، جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے مہاجرین حبشہ کے سامنے حبشہ کے عیسائی بادشاہ نجاشی کے بارے میں فرمایا: تم ظلم وستم کی اس بستی سے ہجرت کر کے امن وانصاف کی سرزمین حبشہ کی طرف چلے جاؤ، وہاں کا بادشاہ بڑا رحم دل اور انصاف پسند ہے، نہ خود کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ کسی کو کمزوروں پر ظلم کرنے کی اجازت دیتا ہے۔
(سیرت ابن ہشام: جلد۱: ص۲۸۰، سیرت ضیاء النبی ﷺ: جلد۲: ص۳۴۳)

لہٰذا برٹش حکومت اور ملکہ صاحبہ کا حق بنتا ہے کہ ہم ان کے احسانات کا شکریہ ادا کریں، اور یہ حسن اتفاق ہے کہ یہ مضمون

10 جون 2016ء کو اخبار میں شائع ہوگا اور یہی وہ دن ہے جس میں عزت مآب ملکہ الزبیتھ دوم کی سالگرہ منائی جا رہی ہے، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ملکہ کی خوشی میں شریک ہوں اور اس کے ساتھ اپنی وفاداری کا عملی مظاہرہ کریں۔ اس سلسلہ میں پیغمبر اسلام ﷺ کا ایک ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیں: جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ بھی ادا نہیں کرسکتا۔ (مسند احمد: جلد ۴: ص ۲۷۸)

مذہبی آزادی اور آزادی بیان

اسلام میں جبر نہیں ہے اور اگر اسلام میں کسی کو زبردستی مسلمان کرنے کی اجازت ہوتی تو خلافت راشدہ کی حدود میں کوئی بھی غیر مسلم باقی نہ رہتا۔ اسی طرح قرونِ وسطیٰ میں سپین میں کوئی بھی عیسائی اور یہودی نہ رہتا اور مغل دورِ حکومت میں انڈیا میں کوئی بھی ہندو باقی نہ رہتا۔ بہرحال اسلام اپنے ماننے والوں کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ دوسروں کے معبودوں کو گالی نہ دیں اور نہ ان کے بارے میں ہتک آمیز رویہ اختیار کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور (اے مسلمانو!) تم ان کو گالیاں نہ دو جن کی یہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ حد سے تجاوز کرتے ہوئے بغیر جانے اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں گے۔﴾ (قرآن: ۶: ۱۰۸)

برٹش قانون کے مطابق ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہے مگر غیر محدود آزادی بیان نے مذہبی آزادی کی نعمت کو زحمت سے دوچار کر دیا ہے۔ ہٹلر نے چھ ملین یہودیوں کو قتل کیا، سلمان رشدی اور گیرٹ ولڈرز (ڈچ ایم پی) نے قرآن اور صاحب قرآن کی توہین کر کے ڈیڑھ بلین سے زائد مسلمانوں کے جذبات کو قتل کیا۔ جسمانی طور پر قتل ہونے والا شخص ختم ہو جاتا ہے مگر مقتول جذبات والا شخص چلتی پھرتی لاش ہوتا ہے، اس کا دل اور دماغ بے چین رہتا ہے۔ آزادی بیان نے اسے Slow death کے دردناک عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔

مسلمان برطانیہ سے محبت کرتے ہیں اور برٹش قوانین کی پابندی کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کا یہ حق بنتا ہے کہ برٹش حکومت انہیں ذہنی عذاب سے نجات دلائے اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی ناموس کے تحفظ کے لئے قانون سازی کرے کیونکہ انہیں ہر وقت یہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ نامعلوم کب کوئی شخص آزادی بیان کا سہارا لے کر اسلام پر ڈرون حملہ کر دے گا اور پھر برٹش حکومت اس حملہ آور کے تحفظ کے لئے تو ہزاروں پونڈ خرچ کرے گی مگر اس کے victims یعنی لاکھوں برٹش شہریوں (مسلمانوں) کو رونے دھونے اور احتجاج کے سمندر میں بے یار و مددگار چھوڑ دے گی۔ بہرحال مسلمان آزادی بیان کا احترام کرتے ہیں مگر یہ کیسی آزادی بیان ہے کہ ایک آدمی کی وجہ سے ڈیڑھ بلین سے زیادہ مسلمانوں کی نیندیں حرام ہو جائیں اور دنیا کے مختلف علاقوں میں فسادات اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو جائے۔ اس سلسلہ میں میرے پیارے نبی ﷺ کا ایک ارشاد قابل غور ہے جس میں آپ نے اپنے ایک صحابی حضرت معاذ بن جبل کو فرمایا: لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو اور ان کے لئے وہ ناپسند کرو جو تم اپنے لئے ناپسند کرتے ہو اور بھلائی کی بات کرو یا خاموش رہو۔ (مسند احمد: ۲۲۴۸۳: جلد ۵: ص ۲۴۷) یعنی انسان کو ایسی بات کرنی چاہیے جس میں بھلائی ہو اور ایسی بات کرنے سے خاموشی بہتر ہے جس میں شر ہو۔

قانون شکن کی سرکوبی

پیغمبر اسلام ﷺ کے اعلان کے مطابق جو شخص دستور مدینہ کی خلاف ورزی کرے گا سب مل کر اس کو سزا دیں گے اگرچہ وہ ان میں

سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ برطانیہ میں ہمارے حلف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم برٹش قانون کی پابندی کریں اور جو شخص اس ملک کا قانون توڑنے کی کوشش کرے، خواہ وہ ہمارا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے قانون شکنی سے روکیں اور اگر وہ باز نہ آئے تو حکومت کو اس کی نشاندہی کریں۔ یہ بالکل درست ہے کہ برطانیہ میں 90 فیصد سے زیادہ مسلمان قانون کے پابند ہیں مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ ہمارے ہاں ایک محدود اقلیت میں انتہا پسندی اور دہشت گردی کے رجحانات پائے جاتے ہیں لہٰذا ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم سب مل کر اس انتہا پسند اقلیت کو تلاش کریں اور اس سے ڈائیلاگ کریں اور اگر ہم کامیاب نہ ہوں تو ہم حکومت کی مدد حاصل کریں مگر ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہم ان انتہا پسندوں کی نشاندہی نہیں کرتے حالانکہ اسلامی اعتبار سے ہمیں ایسی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ: ''اگر میری بیٹی فاطمہ چوری کرے تو میں اس کو سزا کے لئے قانون کے حوالے کروں گا۔'' کیونکہ قانون سب کے لئے برابر ہے، جو قوم اپنی کالی بھیڑوں پر پردہ ڈالتی ہے اور ان کی اصلاح یا نشاندہی نہیں کرتی اس قوم کا مستقبل تاریک ہوتا ہے۔ ہم کب تک 7 جولائی 2005ء کے خودکش دھماکوں سے 52 ناحق قتل ہونے والے برٹش شہری اور 22 مئی 2013ء کو برٹش فوجی لی رگبی (Lee Rigby) کے قتل جیسے واقعات سے اپنے آپ کو علیحدہ کرنے کا اعلان کرتے رہیں گے۔ آخر کار وہ ہمارے درمیان رہتے تھے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے تھے۔ حکومت تو اپنی کوشش کر رہی ہے مگر ہمیں بھی اس کے متعلق سنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اور اگر ہم نے آج عملی قدم نہ اٹھایا تو کل پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

پڑوسی کی حفاظت

پڑوسی خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم نبی کریم ﷺ نے اس کی حفاظت کرنے اور اس کی خوشی اور غمی میں شریک ہونے کی ترغیب دی ہے۔ جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: میرے پڑوسی کا مجھ پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ بیمار ہو تو تم اس کی بیمار پرسی کرو۔ اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو۔ اگر وہ تم سے قرض مانگے تو اس کو قرض دو۔ اگر اس میں عیب ہو تو اس کی پردہ پوشی کرو۔ اگر اس کو کوئی اچھائی پہنچے تو اس کو مبارک باد دو۔ اگر اس پر کوئی مصیبت آئے تو اس کی تعزیت کرو۔ اور اپنے گھر کی عمارت اس کے گھر کی عمارت سے بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا رک جائے۔'' (معجم کبیر: جلد ۱۹: ص ۴۱۹) لہٰذا مسلمانوں کو برطانیہ میں غیر مسلم پڑوسیوں کی خوشی اور غمی میں شریک ہونا چاہیے۔ نیز عزت مآب ملکہ بھی حلف وفاداری کی وجہ سے ذہنی طور پر ہر برٹش کی پڑوسی ہے لہٰذا اس کی سالگرہ کی خوشی میں شریک ہونا چاہیے۔